

اب حقیقی نور صرف اور صرف آنحضرت ﷺ پر اتری ہوئی
شریعت اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ میں ہے۔

خدا تعالیٰ کا یہ طریق ہے کہ جب کسی کو اپنے نور سے سجاتا ہے تو تمام دنیا میں اس کا اظہار بھی کروا دیتا ہے۔

جو روحانی نور اللہ تعالیٰ کے خاص فیض سے اس کے خاص بندوں پر آسمان سے اترتا ہے
اللہ تعالیٰ کے ان خاص بندوں سے جڑ جاؤ تو یہ نور پھر تمہارے دلوں کو بھی روشن کر دے گا۔

آج اگر کسی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے محبت کا دعویٰ ہے تو مسیح موعودؑ سے تعلق جوڑنا بھی ضروری ہے۔
آج جماعت احمدیہ ہی ہے جو اس سلسلہ تعلق کی وجہ سے خلافت سے بھی جڑی ہوئی ہے اور اس نور سے
بھی فیض پارہی ہے جو اللہ تعالیٰ روحانی نور کی صورت میں انبیاء کے ذریعہ ظاہر فرماتا ہے۔

سوئٹزرلینڈ میں مساجد کے میناروں کے خلاف جو شور اٹھا ہے یہ بھی اسلام دشمنی کی ایک کڑی ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 04 دسمبر 2009ء بمطابق 04 رجب 1388 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ - إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ -
إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ - صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ -

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ۔ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ۔ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (البقرة: 258)

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ولی ہے جو ایمان لانے والے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ ولی ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ اس آیت کا پہلے بھی کسی خطبے میں ذکر ہو چکا ہے لیکن وہاں لفظ ولی اور اللہ تعالیٰ کی صفت ولی کے حوالے سے یہ ذکر ہوا تھا۔ لیکن آج میں اللہ تعالیٰ کی جو صفت نُور ہے یا لفظ نُور ہے اس کے حوالے سے بات کروں گا۔

لغات میں لکھا ہے کہ نُور اللہ تعالیٰ کی صفات حسنہ میں سے ایک صفت ہے اور النُّور: ابن اثیر کے نزدیک وہ ذات ہے جس کے نُور کے ذریعہ جسمانی اندھا دیکھتا ہے اور گمراہ شخص اس کی دی ہوئی سمجھ سے ہدایت پاتا ہے۔ یہ معنی لسان العرب میں لکھے ہیں۔ پھر اسی طرح لسان میں دوبارہ لکھا ہے کہ بعض کے نزدیک نور سے مراد وہ ذات ہے جو خود ظاہر ہے اور جس کے ذریعے سے ہی تمام اشیاء کا ظہور ہو رہا ہے۔ اور بعض کے نزدیک نُور سے مراد وہ ہستی ہے جو اپنی ذات میں ظاہر ہے اور دوسروں کے لئے بات کو ظاہر کرتی ہے۔

پھر لسان میں لکھا ہے، ابو منصور کہتے ہیں کہ ”نُور اللہ“ نُور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ فرماتا ہے اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (النور: 36)۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بعض کا خیال ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ اللہ ہی ہے جو آسمان میں رہنے والوں اور زمین میں رہنے والوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ اور بعض کے نزدیک مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ (النور: 36) کا مطلب ہے کہ مومن کے دل میں اس کی ہدایت کے نور کی مثال طاق میں رکھے ہوئے چراغ کی سی ہے۔

النُّور اس پھیلنے والی روشنی کو کہتے ہیں جو اشیاء کے دیکھنے میں مدد دیتی ہے اور یہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ دنیوی اور اخروی۔ پھر کہتے ہیں دنیوی نُور پھر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ نُور جس کا ادراک بصیرت کی نگاہ سے ہوتا ہے اور یہ وہ نُور ہے جو الہی امور میں بکھرا پڑا ہے جیسے نُورِ عَقْلِ اور نُورِ قُرْآن۔ دوسرے وہ نور جس کو جسمانی آنکھ کے ذریعے سے محسوس کیا جاسکتا ہے۔

اہل لغت اس کے معنی بیان کرتے ہوئے بعض آیات کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ مثلاً نور الہی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (المائدہ: 16) یعنی تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نُور اور کتاب مبین آچکی ہے۔

اسی طرح فرمایا: وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا (الانعام: 123) اور ہم نے اس کے لئے روشنی کی جس کے ذریعہ سے وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے۔ کیا ایسا شخص اس جیسا ہو سکتا ہے جو اندھیروں میں ہو اور اس سے نکل نہ سکے۔

بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنا نام نُور رکھا ہے تو وہ اس اعتبار سے ہے کہ وہی منور ہے یعنی ہر چیز کو روشن کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کا نام نُور اس وجہ سے ہے کہ وہ یہ کام یعنی روشن کرنا بہت زیادہ کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ پھر اس آیت کی مثال دی گئی ہے کہ اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یعنی اللہ ہی ہے جس کے نور سے آسمانی اور زمینی حقائق الاشیاء کا علم ہوتا ہے اور وہ اپنے ولیوں کو پھر اس نور سے منور کرتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو اپنے آپ کو نُورُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کہا ہے اور اس کی مثال جیسا کہ میں نے بتایا اہل لغت نے دی ہے۔ تو اس آیت میں اپنے اس نُور کی مثال دے کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کا نُور ہے۔ لیکن یہ نُور انسانوں پر پڑتے ہوئے انہیں کس طرح منور کرتا ہے۔ یہ سورۃ نور کی آیت ہے یہ بھی چند ماہ پہلے میں ایک جگہ بیان کر چکا ہوں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكُوَةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ۔ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ۔ الزُّجَاجَةُ كَانَتْهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبْرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ۔ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ۔ نُورٌ عَلَى نُورٍ۔ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ۔ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ۔ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (النور: 36) یعنی اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو۔ وہ چراغ شیشہ کے شمع دان میں ہو۔ وہ شیشہ ایسا ہو گیا کہ ایک چمکتا ہوا روشن ستارہ ہے۔ وہ (چراغ) زیتون کے ایسے مبارک درخت سے روشن کیا گیا ہو جو نہ مشرقی ہو نہ مغربی۔ اس (درخت) کا تیل ایسا ہے کہ قریب ہے کہ وہ از خود بھڑک کر روشن ہو جائے خواہ اسے آگ کا شعلہ نہ بھی چھوا ہو۔ یہ نور علی نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اس آیت کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر کی روشنی میں جیسا کہ میں نے بتایا چند ماہ پہلے میں ایک اور مضمون کے ضمن میں بیان کر چکا ہوں۔ اب یہاں اس کی تفصیل تو بیان نہیں کرتا لیکن اس کا خلاصہ بیان کر کے اس مضمون کو پھر آنحضرت ﷺ کے صحابہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے بیان کروں گا۔

اس نُور کی جو مثال دی گئی ہے وہ آنحضرت ﷺ کی ذات تک ہی ہے یا اس میں وسعت ہے۔ پچھلی دفعہ میں نے تفصیل بیان کی تھی۔ شاید بعضوں کا خیال ہو کہ آنحضرت ﷺ کی ذات تک محدود ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کا نُور ہر چیز پر حاوی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلا اعلان ہی یہ فرمایا کہ اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔ اس لئے ہر چیز اس کے نور سے ہی فیض پاتی ہے اور فیض پاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں جو اپنی ذاتی ہوشیاری یا علم یا عقل سے اس کے نُور کو حاصل کر سکے۔ وہ خود چاہے تو مہیا کرتا ہے اور اس کے طریقے یقیناً ہیں۔ یہ نُور اللہ تعالیٰ کس طرح ہے اور کیوں ہے اس لئے کہ زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ ذکر فرمایا ہے کہ میں نے ہی زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔ مثلاً ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (ابراہیم: 33) کہ اللہ وہ ہستی ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ اس میں موجود ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر انہیں انسانوں کے لئے مسخر کیا۔ جب اس نے پیدا کیا تو وہی ہے جو روحانی روشنی بھی عطا فرماتا ہے اور مادی بھی۔ پس حقیقی نُور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو دیکھنے والی آنکھ کو ہر جگہ، ہر روح میں، ہر جسم میں، ہر چیز میں نظر آتا ہے۔ لیکن ایک ایسا شخص جس کی روحانی آنکھ اندھی ہو اسے یہ نُور نظر نہیں آتا۔ لیکن ایک مومن اس یقین پر قائم ہے کہ ہماری کائنات اور جتنی بھی کائناتیں ہیں جن کا علم انسان کو ہے یا نہیں ہے، ان کا پیدا کرنے والا، ان کا نُور اور ان کو قائم رکھنے والا خدا تعالیٰ ہے اور اس نُور کا صحیح ادراک پیدا کروانے کے لئے خدا تعالیٰ اپنے انبیاء اور فرستادوں کو بھیجتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے نُور پاتے ہیں جو آسمان سے ان پر اترتا ہے اور وہ دنیا میں پھر اسے پھیلاتے ہیں۔ وہ نُور جو آسمان سے اتر کر زمین پر انبیاء کے ذریعہ سے پھیلتا ہے اس کی مثال اس آیت میں بیان فرمائی گئی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ کچھ عرصہ پہلے آنحضرت ﷺ کے حوالے سے کہ یہ نور آپ کی ذات میں کس طرح چمکا؟ میں بیان کر چکا ہوں۔ اور یہ اعلیٰ ترین معیار تھا اور قیامت تک رہے گا جو اللہ تعالیٰ کے نُور کا پرتو بن کر دنیا میں قائم ہوا اور آنحضرت ﷺ نے اس نُور کو زمین میں پھیلا دیا اور پھر یہی نہیں کہ اپنی زندگی میں پھیلا یا بلکہ یہ سلسلہ جاری ہے اور یہ نُور پھیلتا چلا جا رہا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی ذات سے جو اس کی مثال ہے وہ میں مختصراً دوبارہ بیان کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر کہ اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ اللہ زمین و آسمان کا نور ہے، پھر فرمایا کہ انسانوں کے سمجھنے کے لئے اس کی مثال بیان کی جاتی ہے اور مثال یہ ہے۔ اس کی مثال ایک مشکوٰۃ کی طرح ہے، ایک طاق کی طرح ہے، ایک ایسی اونچی جگہ کی طرح ہے جس میں روشنی رکھی جاتی ہے اور یہ طاق آنحضرت ﷺ کا سینہ ہے اور اس طاق

میں ایک مصباح ہے، ایک لیمپ ہے اور یہ لیمپ اللہ تعالیٰ کی وحی ہے جو آنحضرت ﷺ پر اتری اور یہ لیمپ ایک زجاجہ میں ہے یعنی شیشہ کے گلوب میں ہے اور یہ گلوب آنحضرت ﷺ کا دل ہے جو نہایت صاف اور تمام کثافتوں سے پاک ہے اور یہ زجاجہ یا گلوب ستارے کی طرح چمکدار ہے اور خوب روشنی بکھیرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس سے مراد آنحضرت ﷺ کا دل ہے جس کے اندر کی روشنی بھی بیرونی قالب پر پانی کی طرح بہتی نظر آتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی مثال میں آگے بیان فرماتا ہے کہ یہ چراغ یا لیمپ زیتون کے شجرہ مبارکہ سے روشن ہے اور اس شجرہ مبارکہ سے مراد (یہاں آنحضرت ﷺ کی مثال ہم سامنے رکھیں تو) آنحضرت ﷺ کا وجود ہے جو تمام کمالات اور برکات کا مجموعہ ہے جو تاقیامت قائم رہے گا۔ اس لئے قائم رہے گا کہ آنحضرت ﷺ ہی ہیں جو انسان کامل کہلائے اور قیامت تک آپ ﷺ جیسا کوئی پیدا نہیں ہو سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس مثال میں شرقی یا غربی نہ ہونے سے مراد اسلام کی تعلیم ہے۔ جس میں نہ افراط ہے نہ تفریط ہے۔ نہ ایک طرف جھکاؤ ہے۔ نہ سوشلزم یا کمیونزم ہے نہ کپیٹلزم ہے۔ بلکہ ایک درمیانی تعلیم ہے جو انسانی حقوق کو واضح کرتی ہے۔ دنیا کے امن کو قائم کرتی ہے اور اس مثال میں جو یہ فرمایا کہ قریب ہے وہ تیل از خود روشن ہو جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ اس سے مراد عقل لطیف نورانی محمد ﷺ ہے اور اسی طرح تمام اخلاق فاضلہ ہیں جو آپ کی فطرت کا حصہ بن چکے ہیں۔ اور نُورٌ عَلٰی نُورٌ سے مراد یہ ہے کہ ان تمام خصوصیات کے حامل انسان کامل پر جب خدا تعالیٰ نے اپنا نور ڈالا یعنی نُورِ وحی تو روحانی دنیا میں وہ نور پیدا ہوا جس کی کوئی مثال نہیں۔ پس یہ ہے خلاصہ اس ساری تفسیر کا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے۔ پہلے بھی میں ایک دفعہ تفصیل سے بیان کر چکا ہوں۔ اب حقیقی نور صرف اور صرف آنحضرت ﷺ پر اتری ہوئی شریعت اور آپ ﷺ کے اُسوہ حسنہ میں ہے۔ اور تمام پرانی شریعتیں اب اس کامل انسان اور جو نُورٌ عَلٰی نُورٌ ہو چکا ہے کے آنے کے بعد ختم ہو چکی ہیں اور اب یہی تعلیم ہے اور یہی نُور ہے جو اللہ تعالیٰ کے نور سے فیضیاب کرنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت ﷺ کے اس مقام کو جو انسان کامل ہونے کا مقام ہے ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ”وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور

دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمر اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں۔ جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء، سید الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ سو وہ نور اُس انسان کو دیا گیا۔ اور حسبِ مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔ اور امانت سے مراد انسانِ کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی و جسمانی ہیں جو خدا تعالیٰ انسانِ کامل کو عطا کرتا ہے۔ اور پھر انسانِ کامل برطبق آیت اِنَّا اللّٰهُ يٰمُرُّكُمْ اَنْ تُوَدُّواْ الْاٰمَنَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا (النساء آیت: 59) اس ساری امانت کو جناب الہی کو واپس دے دیتا ہے یعنی اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے..... اور یہ شانِ اعلیٰ اور اتم طور پر ہمارے سید، ہمارے مولیٰ، ہمارے ہادی، نبی اُمّی، صادق و صدوق محمد مصطفیٰ ﷺ میں پائی جاتی تھی۔“

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160-162)

پس یہ مقام آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے نور سے ملا اور آپ ﷺ نے اپنے صحابہ میں یہ نور منتقل کر کے ان کو بھی اعلیٰ اخلاق پر قائم فرمایا۔ آپ نے اپنے صحابہ کو ستاروں سے تشبیہ دی ہے کہ جن کے بھی پیچھے چلو گے تمہیں روشنی ملے گی۔ خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ ملتا ہے۔ عرب کے اُن پڑھ کھلانے والے جو لوگ تھے اس نُور کی وجہ سے جو انہیں آنحضرت ﷺ سے ملا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اعلیٰ اخلاق دکھانے کا ایک نمونہ بن گئے۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے اس طرح حصہ پایا کہ اللہ تعالیٰ نے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کا تمغہ ان کے سینے پر سجایا جو بعد میں آنے والوں کو بھی روشنی کی راہیں دکھانے کا باعث ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان صحابہ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ ”وہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں محو تھے۔ جو نُور آپ ﷺ میں تھا وہ اس اطاعت کی نالی میں سے ہو کر صحابہ کے قلب پر گرتا اور ماسوا اللہ کے خیالات کو پاش پاش کرتا جاتا تھا۔ تاریکی کی بجائے ان سینوں میں نور بھرا جاتا تھا۔..... حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِيْ اَصْحَابِيْ؛ میرے صحابہ کے دلوں میں اللہ ہی اللہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے، اس نے اپنے نور کو آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کے بعد بند نہیں کر دیا۔ بلکہ جیسا کہ میں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کا یہ نور جو آپ نے خدا تعالیٰ سے لیا ہمیشہ کے لئے جاری فیض کا ایک چشمہ ہے اور اسلامی شریعت ہی ہے جو تاقیامت جاری رہنے والی شریعت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت

ﷺ سے محبت اور عشق میں ڈوبنے کی وجہ سے اس زمانہ میں اس نُور کے ساتھ جو آسمان سے اترنے والی روحانیت کا نُور ہے۔ اس کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا تا خدا تعالیٰ کے نور کا فہم و ادراک ہمارے دلوں میں بھی قائم ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”میں کچھ (اپنے بارے میں) بیان نہیں کر سکتا کہ کون سا عمل تھا جس کی وجہ سے یہ عنایت الہی شامل حال ہوئی۔ صرف اپنے اندر یہ احساس کرتا ہوں کہ فطرتاً میرے دل کو خدا تعالیٰ کی طرف وفاداری کے ساتھ ایک کشش ہے جو کسی چیز کے روکنے سے رُک نہیں سکتی.....“۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ”ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوارِ سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجالاؤں۔ سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا.....“۔ (کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 195 تا 197)

جب یہ خواب دیکھی تو پھر آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ روزے رکھے جائیں۔ لیکن آپ نے کہا کہ یہ مخفی طور پر رکھے جائیں کسی کو پتہ نہ لگے اور اس کے لئے پھر آپ اپنے گھر کے باہر جو کمرہ تھا، مردانہ جگہ تھی، اس میں منتقل ہو گئے اور وہیں کھانا وغیرہ بھی منگواتے تھے اور کھانا جو آتا تھا اس کا اکثر حصہ یتیم بچوں میں تقسیم کر دیتے تھے اور خود معمولی سی، تھوڑی سی غذا پر روٹی کھا کر گزارہ کرتے تھے۔ اور ان روزوں کے دوران جن تجربات سے آپ گزرے ہیں اس کا بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

”اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اُس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گزشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس اُمت میں گزر چکے ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ ﷺ کو مع حسنین وعلی رضی اللہ عنہما کے دیکھا..... اور علاوہ اس کے انوارِ روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستاں طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے جن میں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے۔ ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور روح کو

لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندے کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے۔ یعنی وہ ایک نُور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نُور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہوگئی۔ (کتاب البریہ - روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 198-199) اور یہ سب مقام اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر نُور کا اتارنا یا اللہ تعالیٰ کا نُور اترنا آنحضرت ﷺ کی کامل اطاعت کی وجہ سے تھا۔

چنانچہ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ ”ایک مرتبہ الہام جس کے معنی یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصوصیت میں ہیں“ (یعنی جو آسمانی فرشتے ہیں وہ آپس میں بحث کر رہے ہیں، جھگڑ رہے ہیں)۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”یعنی ارادہ الہی احیاء دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص مُحیی کے تعین ظاہر نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثناء میں (خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارے سے اس نے کہا ہَذَا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُولَ اللَّهِ۔ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے“۔ یعنی اس میں ثابت ہے۔

(تذکرہ صفحہ 34۔ براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ نمبر 3 صفحہ 502-503۔ روحانی خزائن جلد

1 صفحہ 598)

پس اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنا نُور آپ پر اتار کر آپ کو اس زمانے میں اس نُور کو پھیلانے کے لئے کھڑا کر دیا جو آنحضرت ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے اتارا تھا اور آپ کا یہ سب کچھ آنحضرت ﷺ سے سب سے زیادہ محبت کرنے کی وجہ سے تھا۔ پس اس محبت کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے بھی آپ سے محبت کی اور آنحضرت ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس نُور کو جو زمین و آسمان پر حاوی ہے، جو روحانی انقلاب لانے کا ذریعہ بنتا ہے، اپنے آقا کی غلامی میں آپ بھی اس نُور کا پر تو بنے۔ وہ وحی جو آنحضرت ﷺ کے پاک سینے پر اتری تھی اس کے علوم و معارف آپ پر بھی کھولے گئے تاکہ دنیا کو بتا سکیں کہ اس تعلیم کی اصل تفسیر یہ ہے جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق نے کی ہے۔ آپ کو دنیاوی شہرت کی کوئی خواہش نہیں تھی لیکن جب اللہ تعالیٰ کا نُور کسی پر پڑنے کا فیصلہ کرتا ہے تو پھر خود خدا تعالیٰ اس کو دنیا میں شہرت دیتا ہے تاکہ وہ شخص خدا تعالیٰ کے نور کو پھیلانے کا باعث بنے۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ: ”تُو اس سے نکلا اور اس نے تمام دنیا سے تجھ کو چنا..... تُو جہان کا نُور ہے..... تو خدا کا وقار ہے۔ پس وہ تجھے ترک نہیں کرے گا..... اے لوگو! تمہارے پاس خدا کا نُور آیا۔ پس تم منکر مت ہو“۔ (تذکرہ صفحہ 258)

پس یہ نور آپ پر اللہ تعالیٰ نے خود اتارا اور آپ کی پاک فطرت کی وجہ سے آپ کا خدا تعالیٰ سے جو ایک تعلق قائم ہوا اور پھر آنحضرت ﷺ سے محبت کی وجہ سے اور آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی کی وجہ سے وہ نور جو صحابہ کے ظاہری قالب پر پانی کی طرح بہا۔ 1400 سال بعد بھی اس نے نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس نور سے بھر دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وہ نور آگے پھیلانے کا مقام بھی عطا فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو۔ (یعنی اللہ تعالیٰ میرے پر خوش ہے) مجھے اس بات کی ہرگز تمننا نہ تھی (کہ میں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھہراؤں)۔ میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اس نے گوشہ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ میں نے چاہا کہ میں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں۔ مگر اس نے کہا کہ میں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دوں گا“۔ (حقیقۃ الوحی - روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 153)

پس خدا تعالیٰ کا یہ طریق ہے کہ جب کسی کو اپنے نور سے سجاتا ہے تو تمام دنیا میں اس کا اظہار بھی کروا دیتا ہے۔ ایک انسان کی بنائی ہوئی عام روشنی بھی جہاں روشنی ہو وہاں اپنا نشان ظاہر کر رہی ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ کے نور کو کس طرح چھپایا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نور جب اپنے بندے کو دیتا ہے اور جب یہ اعلان فرمادیتا ہے کہ اس کا نور یعنی اللہ تعالیٰ کا نور تمام زمین و آسمان پر حاوی ہے تو اس سے یہ بھی مراد ہے کہ جو روحانی نور اللہ تعالیٰ کے خاص فیض سے اس کے خاص بندوں پر آسمان سے اترتا ہے اب اس کے فیض عام کا بھی سلسلہ جاری ہو گیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے ان خاص بندوں سے جڑ جاؤ تو یہ نور پھر تمہارے دلوں کو بھی روشن کر دے گا۔ چاہے چھوٹے چھوٹے طاق بنیں۔ چاہے چھوٹے چھوٹے گلوب ہوں۔ چاہے اس کی روشنی کو پھیلانے کی ایک عام مومن کی استعدادوں کے مطابق کوئی حد مقرر ہو لیکن جو جڑیں گے وہ پھر اس نور سے حصہ پاتے ہوئے آگے بھی نور کو پھیلانے والے بنتے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا نور جب کسی انسان تک پہنچتا ہے، کسی مومن تک پہنچتا ہے اگر اس نے حقیقی نور حاصل کیا ہے تو وہ اس تک پہنچ کر اسے فیضیاب کرتے ہوئے دوسروں کو فیض پہنچانے کا باعث ضرور بنتا ہے۔ پس اس کے حاصل کرنے اور اس سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہونے کے لئے خدا تعالیٰ کے محبوب ترین کا اسوہ اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ عبادات میں، اخلاق میں، عادات میں جب اس شوق سے اس اسوہ کو اختیار کرنے کی کوشش اور سوچ ہوگی اور آنحضرت ﷺ کی کامل اطاعت اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوگی تو اس کا اعلان خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے قرآن کریم میں یوں کروایا ہے کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (آن عمران: 32) کہ کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ بھی پھر تم سے محبت کرے گا۔ پس یہ محبت تھی جو صحابہ نے آپ سے کی تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہو گئے اور یہی محبت ہے جو اس زمانے میں حقیقی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت ﷺ سے کی ہے۔ تو آپ خدا تعالیٰ کے محبوب بن کر اس زمانہ میں نُور پھیلانے کا اعزاز پانے والے بن گئے۔

پس آج اگر کسی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کا دعویٰ ہے تو مسیح موعود سے تعلق جوڑنا بھی ضروری ہے۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کے حکموں میں سے ہے اور یہی رسول اللہ ﷺ کے حکموں میں سے ہے۔ آج جماعت احمدیہ ہی ہے جو اس سلسلہ تعلق کی وجہ سے خلافت سے بھی جڑی ہوئی ہے اور اس نُور سے بھی فیض پارہی ہے جو اللہ تعالیٰ روحانی نُور کی صورت میں انبیاء کے ذریعہ ظاہر فرماتا ہے اور جس کا عظیم ترین معیار اور مقام جیسا کہ میں نے کہا آنحضرت ﷺ کی ذات ہے اور جس کا احیاء اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کے ذریعہ سے فرمایا ہے۔ پس اب جہاں روحانی ترقیات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جڑنے سے وابستہ ہیں وہاں دنیاوی امن کا قیام بھی مسیح موعود سے ہی وابستہ ہے کیونکہ آپ نے ہی آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کو پورا فرمایا کہ دنیا کو پیار محبت اور صلح کی طرف بلا تے ہوئے، اسے قائم کرنے کی تلقین کرتے ہوئے اور خدا تعالیٰ کے حقوق قائم کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے نور سے منور کریں اور دنیا کے امن کا ذریعہ بن جائیں۔

آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد تھا کہ يَضَعُ الْحَرْبُ، جب مسیح آئے گا تو جنگوں کا خاتمہ ہوگا اور اسی يَضَعُ الْحَرْبُ کی وجہ سے پھر امن اور سلامتی کے پیغام بھی پھیلیں گے اور آپ کی تعلیم کی روشنی میں ہی، آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی روشنی میں ہی دائمی سلسلہ خلافت نے اس کو پھر آگے بڑھاتے چلے جانا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تفسیر میں نُور کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے اس نکتہ کو بھی بیان فرمایا ہے کہ اس نُور کے دنیا میں انتشار کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔ نمبر ایک الوہیت، اللہ تعالیٰ کی ذات دوسرے نبوت اور تیسرے خلافت۔ اور جب تک مومن اپنے اندر ایمان اور اعمال صالحہ پر توجہ دیتے رہیں گے اس چیز کو اپنے اندر قائم رکھیں گے اس نُور کا سلسلہ لمبا ہوتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم خدا تعالیٰ کے نور سے ہمیشہ فیضیاب ہوتے چلے جانے والے بنتے چلے جائیں اور کبھی ہم خدا تعالیٰ کے نور سے محروم نہ ہوں۔

آج مسلم اُمہ بھی اگر اس حقیقت کو سمجھ لے، ہمارے جو باقی مسلمان بھائی ہیں اس حقیقت کو سمجھ لیں تو مغرب میں اسلام کے خلاف جو آئے دن ابال اٹھتا ہے اور کوئی نہ کوئی وبال اٹھتا ہی رہتا ہے اس کی بھی غیروں کو کبھی جرأت نہ ہو۔ وحدت میں ہی طاقت ہے اور اس کو قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔

گزشتہ دنوں سوئٹزرلینڈ میں میناروں کے خلاف، مساجد کے میناروں کے خلاف بھی ایک شور اٹھا۔ میناروں سے انہیں کیا تکلیف ہے یہ تو خدا بہتر جانتا ہے۔ ان کے اپنے چرچوں کے بھی تو مینارے ہیں اور کیا ان میناروں کو گرانے سے اگر کوئی شدت پسند ہیں تو ان کی زندگی بدل جائے گی۔ بہر حال یہ جو شور اٹھا ہے وہ بھی اسی اسلام دشمنی کی ایک کڑی ہے اور اس کے پیچھے بھی ایک گہری سازش نظر آتی ہے۔ یہ ابتدا لگ رہی ہے اور مزید ان کے اور بھی مطالبے ہونے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور ان کے ہر شر سے اسلام کو بھی بچائے۔ ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ اسلام کے دشمنوں کی ہر سازش کو ناکام و نامراد کر دے۔